فرمان نمبر 160

فرمان مبارک

دارالسلام 29-09-1899

حق مولانا دھنی سلامت داتار سرکار آقا سلطان محمد شاہ حاضر امام نے فرمایا:

"تمہارے دین کے اصول (جڑ) کے متعلق فرماتے ہیں تمہارے دین کا "اصول دین" کیا ہے؟ تمام انسانوں کا خیال اصول اور مغز پر ہوتا ہے۔

تم میں سے کئی ایسے ہیں کہ جنہیں اپنے دین کی کچھ بھی خبر نہیں۔

جب تم فارغ بیٹھے ہوں تب تمہیں خیال کرنا چاہئے کہ خالق کون ہے؟ مخلوق کون ہے؟ تم نے ایسے خیالات کبھی بھی کئے ہیں؟ کوئی تمہیں پوچھے کہ تم کون ہو؟ تب تم کہو گے کہ میرے باپ کا بیٹا' بلکہ تمہاری چند پشتوں تک جواب دے سکو گے۔ ذرا زیادہ عقلمند ہو گا وہ آدم تک پہنچے گا' پھر ختم۔

تم خیال کرو کہ آدم کہاں سے آیا؟ آدم کو کس نے بھیجا؟ جو انسان صوفی ہو گا وہ اس خیال کو پکڑ لے گا۔

تم نے دیکھا ہے کہ بارش آسمان سے زمین پر گرتی ہے' زمین پر گر کر خشک ہو جاتی ہے۔ وہ قطرہ قطرہ ہو کر دریا میں ملتا ہے اور دریا سمندر میں ملتا ہے۔ تمام پانی بلآخر واپس سمندر میں جاتا ہے۔ اسی طرح تمہارا روح اصل ہے۔ اُس کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ جو عقل سے نہیں سمجھتا اور بلندی پر جانے کی خواہش نہیں رکھتا وہ زمین پر گر کر خشک ہو جانے والے پانی کی مثال ہے۔ جو اوپر جانے کی خواہش رکھتے ہیں وہ اوپر پہنچنے کے لئے بندگی زیادہ کرتے ہیں اور محبت بھی زیادہ کرتے ہیں۔

قید خانے میں عبادت کریں اور سمجھیں کہ مر جائیں گے تب قید خانے سے آزاد ہو کر بہشت میں جائیں گے۔ مگر بہشت بھی قید خانہ ہی ہے۔

تم میں جو تم سے زیادہ عقلمند تھے وہ ہمارے راستے پر چلے ہیں۔ مثلاً منصور چلا اُس کے لئے بہشت موجود تھی مگر وہ کہتا تھا کہ صرف بہشت میں جا کر کیا کروں ؟ جب تک مغز کو نہیں چکھوں گا تب تک واپس نہیں لوٹوں گا۔ آگے بڑھوں گا۔

جب اصل کا علم نہ تو کیا حاصل ؟ مولا مرتضیٰ علیؑ نے فرمایا کہ "جس نے خود کو پہچانا اس نے گویا خدا کو پہچانا۔" جہاں دیکھتے ہیں وہاں روح دوست کو دیکھتے ہیں۔ جب تم آدمی کو دیکھتے ہو تب آدمی کی شکل دکھائی دیتی ہے۔ ہاتھ' پیر' منہ' آنکھیں۔ سب دکھائی دیتے ہیں لیکن روح دکھائی نہیں دیتا۔ تم روح کو دیکھنے کی جستجو کرو۔

تمہیں ابھی روح کا خیال ہے یا بندگی کر کے سکھ حاصل کرنے کا خیال ہے ؟

انسان کا درجہ بلند ہے مگر وہ خود کو اپنے ہاتھ سے نیچے گرا دیتا ہے۔ تم میں سے کوئی کوشش کرے کہ ہم پیر صدر دین' پیر شمس اور منصور جیسے بنیں ے تو تم ایسے بن سکتے ہو۔ تم ان سے بھی بلند ہو سکتے ہو۔

ہم نہیں کہتے کہ تم کیسے ہو گے۔ مگر ہمیں سب معلوم ہے۔ اگر تم اپنے دین کے راستے پر مستقیم ہو کر چلو گے تو تم بلندی پر پہنچ سکو گے۔ وہ ہم جانتے ہیں۔ تمہارا دل اور مقصد صوفی خیال میں ہو تو تم پہنچ پاؤ۔ اس کام میں کئی چیزوں کی ضرورت ہے۔ اُس میں بلند ہمت چاہئے وہ ہمت تمہارے میں نہیں ہے۔ کئی ہزار سال گزر گئے۔ اس میں کتنے افراد اس مقصد کو پہنچے ؟ حضرت عیسیٰ' حضرت رسولؐ' منصور' پیر شمس اور دنیا کے دیگر چند افراد پہنچے ہیں۔ ان سب کا کام اور راستہ ایک جیسا ہی

تھا۔ جو وہاں پہنچے وہ اپنے روح کے عاشق تھے۔ روح کے دوست تھے' وہ اس مقام پر پہنچے۔

دنیا میں کئی مذاہب ہیں جو صوفی طریقے پر نہیں ہیں۔ شریعیتی' نصاریٰ' یہودی' ہندو وغیرہ تمام مذہب والے صوفی طریقے پر نہیں ہیں۔ ان کے خیالات اور بندگی پستی کی طرف جانے کے لئے ہوتی ہے۔ وہ جو امید رکھتے ہیں' وہ امید اچھی نہیں ہے۔ انہیں یہ امیدیں ہیں کہ بہشت میں جاکر وہاں اچھے اچھے کھانے' اچھے کپڑے' بہت سی حوریں اور بہشت کے سکھ خود کو ملے۔ ان کی ایسی امیدیں اچھی نہیں ہیں۔ ایسی امیدیں شریعتیوں کی ہیں۔ بہشت بھی دنیا کی مانند ہے۔ روح کی اصل خواہش ہے وہ اور ہی جوہر ہے۔

مولانا رومیؒ کہہ گئے ہیں کہ میں پتھر تھا' اس میں سے درخت میں پیدا ہوا' اس میں سے تبدیل ہو کر چیونٹی میں پیدا ہوا' اس کے بعد حیوان میں پہنچا' حیوان میں سے بندر میں پہنچا' اس میں سے انسان بنا ہوں۔ انسان میں سے کیا ہوں گا؟ ملائک ہوں گا۔ وہاں سے کہاں جاؤں گا؟ اس سے بھی اوپر جاؤں گا۔

تم خیال کرو کہ (ہم) فنا ہو جائیں۔ جو کوئی چاہئے اور کوشش کرے وہ وہاں پہنچ سکتا ہے' لیکن تمہارے گناہ تمہیں پہنچنے نہیں دیتے۔ ان گناہوں نے تمہیں قید خانے میں بند کر رکھا ہے۔ دنیا کے گناہوں نے تمہیں قید خانے میں ڈالا ہوا ہے۔ نیز جھوٹ بولنے کی عادت نے تمہیں قید خانے میں ڈالا ہوا ہے اور تمہاری امیدیں مثلاً بہشت' حوریں' اچھے میوے ان تمام امیدوں نے تمہیں قید کر رکھا ہے۔ لیکن روح کبھی بھی قید خانے میں خوش نہیں۔ دیکھو خیال کرو کسی بلبل یا دوسرے پرندے کو پکڑ کر

پنجرے میں بند کر دیا جائے۔ اُسے پانی اور اچھی اچھی چیزیں جو جانور کھاتے ہیں وہ دی جائیں تب بھی پرندہ پنجرے میں خوش نہیں ہوتا وہ اڑ کر فضا میں جانے کے لئے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ پنجرے میں سے اڑ جانے کو اس کا جی چاہتا ہے۔

پرندے کے پر کاٹ کر اُسے پنجرے میں رکھا جائے اور پھر آہستہ آہستہ اُسے پنجرے کی عادت ڈالی جائے تو پہلے اُس کا جی چاہے گا کہ پنجرے سے باہر نکل جاؤں لیکن اس کے پر کاٹنے کے بعد دو تین سال اُسے پنجرے کی عادت ڈالی جائے تو پھر اس کا پنجرے سے باہر نکلنے کو دل نہیں چاہے گا۔ آپ بھی پرندے کی مانند ہیں۔

جب تم پہلے پنجرے میں آئے تو اس وقت تمہارا خیال تھا کہ بھاگ جائیں لیکن پھر پنجرے کی عادت ہو گئی۔ اس کے اندر کی غذا سے تم خوش ہوئے۔ فضا میں پرواز کرنے کے لئے تم خوش نہیں ہو۔ اولاد' خاندان' اس کا خاندان' اس کی اولاد' اس مین تم ایسے پھنسے ہوئے ہو' ایسے للچائے ہو کہ کٹے ہوئے پر والے پرندے کی مانند پر کٹے بن گئے ہو۔ اب تم کہاں جاؤ؟

کوئی بلبل انتہائی تیز رفتاری سے اُڑنے والی ہو اُسے سونے کے پنجرے میں بند کر کے اچھے اچھے میوے پانی وغیرہ دیا جائے تب بھی اُس کا دل چاہے گا کہ اُڑ جاؤں۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کے پر کاٹ دیئے جائیں اس کے بچے جمع ہوتے جائیں اور پچاس سال کے بعد انہیں باہر نکالا جائے تو وہ اُڑ نہیں سکیں گے' کیونکہ اُن کی پیدائش قید خانے میں ہوئی ہے۔ فضا میں گھومنے یا پرواز کرنے کی خوبیوں سے وہ ناواقف ہیں۔

تم بھی بے خود ہو۔ اپنے دین کی اصل خوبی تم نہیں جانتے' اس کی معنی نہیں سمجھتے دین کی کیا خوبی ہے اُسکا تم کو علم نہیں۔

تم میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ جنہوں نے اپنا نام اسماعیلی مذہب میں رکھا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم اسماعیلی ہیں۔ لیکن اسماعیلی مذہب کیا ہے اور اسکی خوبی کیا ہے۔ اس کے متعلق انہیں کچھ معلوم نہیں وہ نادان ہیں۔

تم بھی آہستہ آہستہ صوفی خیال میں دل لگاؤ۔ اس سے بھی اوپر جانے کا خیال کرو۔ صوفی مذہب طریقت ہے۔ پھر حقیقت میں پہنچو گے۔ تم آہستہ آہستہ اُڑنے لگو گے۔ علم والا روح درجہ بدرجہ اوپر چڑھے گا وہ ایک درجہ مکمل کر کے دوسرے درجہ میں پہنچ سکے گا۔

لیکن جس کو علم نہیں وہ کہتا ہے کہ میں تو کہیں بھی نہیں جاتا یہیں بیٹھا ہوں۔ ایسے انسان کے دل میں ہمارے فرامین گھر نہیں کرتے، جو سمجھ نہیں سکتا اُس کے دل میں فرامین کیسے گھر کریں اور وہ کس طرح اعتبار کرے؟ ہمارے فرامین جو سمجھ سکیں گے انہیں میٹھے لگیں گے۔

ہمارے فرامین کے مطابق نہیں چلو گے تو تم پریشان ہو گے۔ وہاں لوہے اور آتش کے گروز تمہارے سر پر مارے جائیں گے تب تم وہاں پکار کرو گے اور کہو گے کہ "توبہ توبہ" دن رات گروز سر پر لگیں گے، بے خبری کا گروز بہت ہی اذیت ناک ہوتا ہے آتش کے گروز سے ڈر کر خوف کی وجہ سے عبادت کرے وہ مومن نہیں، لیکن حقیقی ڈر یہ ہے کہ خدا کے دیدار سے دور نہ ہو جاؤ اُس سے ڈرنا چاہیے۔

جس طرح مولا مرتضیٰ علیؑ نے ایک دن نماز کے وقت فرمایا کہ "خدایا مجھے بہشت کی طمع نہیں اور نہ ہی مجھے دوزخ کا خوف ہے۔ جو دکھ دینا ہو وہ مجھے دو، مجھ سے اچھائی کرو، میں آپ کا عاشق ہوں۔" حقیقت یہ ہے۔ مرتضیٰ علیؑ معجزہ کرتے تھے لیکن

معجزہ آدمی بھی سیکھتا ہے اور جادوگر بھی کر سکتے ہیں۔ مرتضٰی علیؑ کا معجزہ یہ تھا کہ اپنی جگہ پر پہنچائیں۔ حقیقت کے اصل مقام پر پہنچو۔

تمہیں جو پوچھنا ہو' پوچھو کہ فلاں چیز ہم نہیں سمجھ سکتے۔ تم بے خبر ہو۔ جو بے خبر ہیں وہ کیسے کیسے خیال کرتے ہیں کہ جو بیمار ہو اسکو اسکی بیماری سے مولا شفا دیتا ہے۔

وہ ہمارا کام نہیں ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ آپ کو سیدھا اور سچا راستہ دکھائیں تا کہ تم راز جان سکو اور اُس مقام پر پہنچو۔ تم فنافی اللہ ہو جاؤ۔

فنا۔ کچھ بھی نہیں

فی۔ اندر

اللہ۔ خداوند تعالی

فنافی اللہ' خداوند کی ذات میں ایک ہو جانا۔

تم ایسا خیال کرو کہ بھلا خدا کون ہے؟ اور خدا میں کیوں نہ سماؤں؟ ایسی خواہش رکھو۔

تم ایسا خیال نہ کرو کہ ہم نے فرمان بلا مقصد فرمائے ہیں۔ ہمارے فرامین پڑھو' سنو اور غور کرو۔ جس طرح کہ حضرت عیسٰی خدا میں فنا ہوئے تھے۔

حضرت عیسٰی کون تھے؟ حضرت عیسٰی حقیقتی تھے وہ خدا میں فنا ہوئے۔ حضرت رسول کریمؐ کی معراج کے متعلق تم نے سنا ہے اس کے متعلق تم نے کیا خیال کیا؟ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت رسولؐ گھوڑے پر سوار ہو کر معراج پر گئے' یہ سب لوگوں کی باتیں ہیں۔ خدا صرف آسمان میں ہی ہے' ایسا نہیں ہے خدا ہر جگہ موجود ہے لیکن وہ اصل مقام پر پہنچ کر واپس لوٹے وہ رات معراج کی تھی۔ یہ معراج ہے۔

تم اس کے معنی نہیں سمجھیں۔ پیغمبر نے جو مثالیں فرمائی ہیں ان کے معنی' جو عقلمند اور

دانا ہیں وہ سمجھیں گے۔ لیکن جو بے عقل ہوگا وہ کہے گا کہ قصے کہانیاں سچی ہیں۔ عقلمند آدمی کہے گا کہ انسان ایک عظیم چیز ہے۔ جو اچھے اور بُرے کی صحیح شناخت کر سکے وہ انسان ہے۔ عقلمند کہے گا کہ وہ ایک مثال ہے۔ اس کا موازنہ کر کے سمجھو' یہ تمہارے اختیار میں ہے۔ ایسا خیال مت کرنا کہ کام بہت مشکل ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ مولا مرتضٰی علی کی اولاد وہاں پہنچے جو کوئی بھی پرندے کی مانند اُڑے' تہیہ کرے وہ پہنچ سکتا ہے۔ ابتدا میں زیادہ نہ اُڑ سکے تو کم اُڑے' اس طرح آہستہ آہستہ اصل باز کی طرح بن جائے گا اور صحیح طرح پرواز کرے گا۔ ان تمام باتوں کا خیال کرو۔ اس میں پرندے سے کوئی بھی مقصد نہیں۔ اگر پرندے سے مقصد ہوتا تو ہم تم کو نہ کہتے۔

دین یہ ہے کہ غلط خیال نہ کرنا۔ خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ تم خدا کو سجدہ کرو' اس میں خدا کو کیا فائدہ؟ خدا صرف ایک میں نہیں ہے' خدا ہر جگہ ہے اُسے خوش کرنا وہ بہتر ہے۔ جب تمہارا دل خوش رہے تب خدا بھی خوش رہے۔

تم دنیا میں قید میں ہو' تب تک خوش نہیں ہو سکو گے۔ خودکشی کر کے قید سے نکل جانا ایسا نہیں ہے۔ مر گئے تو پھر آگے بڑا قید خانہ ہے۔ ایک میں سے دوسرا پھر تیسرا وغیرہ۔ خودکشی کر کے چھٹکارا حاصل کرنا اس میں کیا فائدہ؟

تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے آباؤاجداد کیسے تھے گزشتہ زمانے میں عمر خیام ایک سُنی شریعیتی قاضی تھا۔ اس کے ہاتھ میں کتاب تھی۔ ہاتھ پاؤں دھونے کی فضول باتیں کرتا تھا۔ اس کے بعد اس نے آہستہ آہستہ خدا کے علم کے متعلق خیال کیا۔ پھر ناصر خسرو کے ساتھ اُسکی دوستی ہوئی۔ ناصر خسرو سے دوستی ہونے کے بعد عمر خیام آہستہ آہستہ محنت کر کے اپنے مرتبے پر پہنچا۔ وہ ہمیشہ حیات ہے وہ اپنی کتاب میں لکھ گیا ہے کہ میں

ہمیشہ زندہ ہوں۔

بندگی کے کیا معنی ہے؟

بند۔ انسان کے پیر باندھنا

عبد۔ غلام

عبداللہ۔ خدا کا غلام

تمہارا غلام ہو اور بہت سالوں تک تمہاری اچھی طرح خدمت کرے تو کیا تم اُسے آزاد نہیں کرو گے؟ تمہارا کوئی غلام ہو اور وہ اچھا آدمی ہو' اور ہمیشہ تمہاری خدمت کرتا ہو تو تم اُس کے لئے کیا کرو گے؟ اسے پیسے دو گے تو وہ خوش نہیں ہو گا۔ اسے آزاد کرو گے تب ہی وہ خوش ہو گا۔

تم بندہ خدا ہو' خدا رحیم الرحمٰن ہے تو کیا تمہیں کسی وقت بھی آزاد نہیں کرے گا؟ میں نہیں کہتا کہ اس دنیا کے بعد بھی اس آزادی میں تم پہنچ سکو گے۔ یہ سب سیدھے راستے پر چلنے اور اعلیٰ ہمت پر منحصر ہے۔ وہ سب تمہارے اختیار میں ہی ہے۔

تم خیال کرو کہ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارے دین کا فرمان ہے کہ تم سوچ سمجھ کر چلو اور خیال کر کے دیکھو۔ مثال کے طور پر تم جنگل میں جا رہے ہو وہاں تین چار جگہوں پر پانی کے گڑھے ہیں جن میں پانی بھرا ہوا ہے۔ مغرب کے وقت جب سورج غروب ہوتا ہے اُس وقت سورج کے نور کا عکس پانی پر پڑتا ہے۔ اگر اُس جنگل میں چلنے والا انسان بے عقل ہو گا تو وہ کہے گا کہ یہ نورانی رنگ پانی کا ہے۔ لیکن اگر وہ شخص عقلمند ہو گا تو وہ کہے گا کہ یہ پانی کا رنگ نہیں ہے' یہ سورج کا نور ہے۔ میں نے وہ پانی دیکھا ہے۔ پہلے اور موجود پانی کا رنگ یکساں نہیں۔ یہ تو سورج کی روشنی پانی پر پڑتی ہے۔ جب سورج غروب ہو جائے گا

اُس وقت معلوم ہو گا کہ وہ سورج کا نور تھا۔

جب درخت یا پہاڑ پر تجلی گرتی ہے اُس وقت تم کہو گے کہ یہ تجلی پہاڑ ہے۔ یہ بے علمی اور نادانی کی باتیں ہیں۔

تم خود خدا کے مرتبے کو سمجھو اور حقیقت کے راستے سے واقف کار ہو تب ہی تم آزاد ہو سکو گے۔ خدا کے مرتبے کو سمجھنے سے پہلے اپنا مرتبہ سمجھو اُس کے بعد خدا کے مرتبے کا علم ہو گا۔

اِنسان دن رات پیسے پیدا کرے، نیک کام کرے یا پھر مر جائے اُس میں کیا فائدہ؟ اسی طرح ہمیشہ بندگی کرنے کے باوجود آزادی میں نہ پہنچے تو کیا حاصل؟ عقلمند تھوڑے سے ناراض ہو گا۔

تمہارے پاس غلام ہو اُسے ٹیڑھی ٹوپی پہناؤ اور زرد لباس بنا کر دو، لیکن اگر وہ غلام عقلمند ہو گا تو اُسے غم ہو گا اور وہ کہے گا کہ میں ناراض ہوں۔ اُسے کیا ہونا چاہئے؟ اُسے لازم ہے کہ آزاد ہو اور مالک بنے، تب ہی عقلمند خوش ہو گا۔ اگر وہ غلام بے عقل ہو گا تو کہے گا کہ میں غلام ہوں، اچھے کھانے، اچھے کپڑے اور خرچ کرنے کی تمام سہولتیں ہیں اگر میرا مالک مجھے آزاد کر دے گا تو مجھے محنت کرنی پڑے گی اور میں بھوک سے مر جاؤں گا۔ میرے لئے غلامی بہتر ہے۔ تمام انسانوں کے خیالات ایسے ہی ہیں۔

ہمارے فرامین تمہارے دل میں نقش ہوتے ہیں یا نہیں؟ ہم مشکل سمجھتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ہم دوسرے خیال میں فرماتے ہیں اور تم دوسرے خیال میں سمجھتے ہو۔

تم اسماعیلی دین کے معنی نہیں سمجھتے۔ تم صحیح یقین کے ساتھ سمجھو کہ تمہارا مرتبہ کیسا ہے؟

جس انسان کا لباس خراب اور میلا ہو اُس کے لباس پر راستے میں تھوڑی مٹی یا کیچڑ لگے تو اُسے افسوس نہیں ہوگا۔ اس کے کپڑے پہلے ہی سے میلے تھے اس پر کچھ مزید داغ لگنے سے اُسے افسوس نہیں ہوگا۔ لیکن جس انسان کا لباس دھوبی کا دھلا ہوا صاف ہوگا اس کے لباس پر اگر راہ چلتے ہوئے گاڑی کا تھوڑا سا کیچڑ لگ جائے تو اُسے گھن محسوس ہوگی کیونکہ اس کا لباس ہمیشہ صاف رہتا ہے۔ وہ کہے گا کہ جلدی گھر جاؤں اور لباس کو تبدیل کروں تاکہ میرے دوست میرا مذاق نہ اڑائیں وہ گھر جا کر دوسرا لباس پہن لے گا۔

اس کے معنی سمجھتے ہو؟ کیچڑ سے مراد گناہ ہے۔ وہ کیچڑ یہ ہیں: ۱) پرایا مال کھا جانا۔ ۲) پرائی عورت پر بد نظر کرنا۔ ۳) مردوں کا خیال پرائی عورتوں پر ہونا۔ ۴) فلاں کے سو روپے میرے پیسوں کے ساتھ ہیں وہ کھا جاؤں۔ یہ تمام گناہ کیچڑ ہیں۔ مومن انسان اچھا لباس پہنتا ہے۔ وہ تھوڑے گناہ کرے پھر بھی اُسکی نظر میں وہ گناہ بڑے لگتے ہیں وہ جلد دوسرا لباس پہن لے گا۔

دوست معشوق سے ملنے کی خواہش رکھتا ہو اور اس کا لباس خراب ہو تو معشوق اُسے قبول نہیں کرے گا' کہے گا کہ جاؤ جاؤ۔

وہ معشوق کون ہے؟ وہ معشوق خداوند تعالیٰ ہے۔ خراب لباس وہ گناہ ہے۔ دن رات کیچڑ میں لیٹے وہ غلام ہے۔ وہ کبھی آزادی کی طلب نہیں رکھتا۔ یہ جو تمام فرامین ہوتے ہیں وہ تم سمجھو۔ حقیقت اور شریعت کیا ہے؟ یہ اور ہی صحبت ہے۔ "یہ" اور "وہ" کبھی بھی ایک ہونے والے نہیں ہیں۔ کبھی بھی ایک نہیں ہوں گے۔ "یہ" کتاب' روزے' نماز اور بندگی کو چاہتے ہیں۔

"وہ" امید آزادی کی رکھتا ہے۔ یہ دو باتیں ہیں۔ دونوں کے خیالات مختلف ہیں۔ ہمارے

لئے بہت محنت ہے۔

"وہ" بے علم کس طرح خوش ہو؟ "وہ" حقیقت کو پکڑ تا نہیں اُسے حقیقت چاہئے ہی نہیں۔ جو بے علم ہیں وہ حقیقت کو چھوڑ دیتے ہیں لیکن جو حقیقتی ہیں وہ دوسرے راستے پر چلتے ہیں۔ جیسے پہلے ۱) عیسیٰ ۲) پیر صدر دین ۳) ناصر خسرو ۴) پیر شمس ۵) مولانا روم' اس طرح کے لوگ حقیقت کے راستے پر چلے۔ یہ راستہ نادان کے لئے بہت دشوار ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے دین میں سے نکل کو کوئی اثنا عشری یا سُنی یا نصاریٰ ہو جاتے ہیں اُس سے ہمیں حیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ خود بے علم ہیں۔ بے عقل آدم کے لئے حقیقتی دین بہت ہی مشکل ہے۔ بے عقل کے لئے ہمارا دین بہت ہی مشکل ہے۔ بے عقل دین میں سے نکل جائے اُس سے ہمیں حیرت نہیں ہوتی کیونکہ یہ دین بہت سخت ہے۔

جو انسان ضعیف العقل ہے وہ خراب ہے۔ وہ حرام کے پیچھے دوڑتا ہے۔ مگر جو دانا عقلمند ہو گا وہ کہے گا کہ یہ راستہ اچھا ہے وہ اس کا خیال کر کے چلے گا۔ عقلمند کہے گا کہ میری آرزو آزادی کی ہے' میں آزادی کے پیچھے دوڑتا ہوں' میں دوڑوں گا' میں تلاش کروں گا!

تم جب سجدہ کرو تب مانگو کہ ہمیں اصل مقام پر پہنچاؤ۔ جیسے بچہ اپنی ماں سے بچھڑ جاتا ہے' گم ہو جاتا ہے تب وہ روتا ہے کہ کب ماں کے پاس جا پہنچوں! تم بھی ایسے ہو۔

ہم نے تمہیں بہت فرامین فرمائے' لیکن فائدہ تب ہی ہو جب ہمارے فرامین کے مطابق چلو۔ اگر تم ہمارے فرامین کے مطابق عمل کرو تو ہم ایسا سمجھیں گے کہ گویا ہم نے صبح تک فرامین کئے۔

انشاء اللہ تم میں کئی حقیقتی ہیں۔ انہیں ہمارے فرامین بہت ہی فائدہ دیں گے۔ ان

کے دلوں میں نقش ہو جائیں گے۔ لیکن جن کے دل ضعیف ہیں اور ہمت نہیں ہے ان کے دلوں میں کم یا زیادہ شک پیدا ہو گا۔ کیونکہ حقیقت پر انہیں کم اعتبار ہے۔ یہ سب ہم سمجھتے ہیں۔ سب کے دلوں کی ہمیں خبر ہے۔

شریعتی ہمارے حقیقتی فرامین سنے تو انکے دل میں اثر نہیں کرتے جو حقیقتی نہیں وہ بے عقل ہیں۔

انسان کو جوش پیدا ہوتا ہے وہ جھوٹا جوش ہے اُسے بھی فرامین اثر نہیں کرتے۔ ان کو ایسا ہو گا کہ جس طرح پانی کو آگ پر رکھنے سے وہ بھاپ بن کر اُڑ جاتا ہے' وہ آگ پر جوش سے ابلتا ہے اور آواز کرتا ہے۔ دل کا جوش بھی پانی کی مانند ہے۔

ہم ہمارے دل سے تمہیں دعا کرتے ہیں کہ 'خدایا! ان کے دلوں میں ایسی طاقت بخش کہ آزاد ہوں' حقیقتی ہوں اور خرابی (برائی) سے دور بھاگیں۔ صحیح راستہ اختیار کریں اور سیدھے راستے پر چلیں۔ خدایا! انہیں حقیقتی آنکھیں بخش۔ یہ دعا تمام دعاؤں سے بڑھ کر ہے۔

انشاء اللہ ہمارے فرامین ہمیشہ دل میں رکھنا' بھول مت جانا۔ ایسا نہ ہو کہ جب تک ہم ظاہری طور پر یہاں موجود ہوں تب تک ہمارے فرامین پڑھو اور پھر نہ پڑھو۔ ایسا نہ ہونا چاہئے۔ جس طرح گنان پڑھتے ہو اسی طرح ہمارے فرامین پڑھنا۔ جس طرح گنان کی معنی نکالتے ہو اُسی طرح ہمارے فرامین کی بھی معنی نکالنا ہمارے فرامین وہی گنان ہیں۔ ہمارے تشریف لے جانے کے بعد ایسا مت سمجھنا کہ صاحب تشریف لے گئے ہیں جس طرح تم امام کو حاضر سمجھتے ہو اُسی طرح حاضر سمجھنا۔ حاضر امام ظاہر میں ہمیشہ حاضر نہیں بیٹھے رہتے۔ لیکن انہیں حاضر سمجھنا چاہئے۔ ہم بھی ہمیشہ تمہارے پاس ہیں۔"